40

تحریک جدید کے دفتر اوّل کے سولھویں سال اور دفتر دوم کے چھٹے سال کے آغاز کا اعلان

(فرمودہ 25 نومبر 1949ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''چونکہ مجھے تین دن سے دردِ نقرس کا دورہ ہے اس لیے میں کھڑے ہو کر خطبہ نہیں پڑھ سکتا بلکہ ممکن ہے نماز بھی بیٹھ کر پڑھاؤں۔ ہاں کوشش کروں گا کہ نماز کھڑے ہو کر ہی پڑھاؤں لیکن درد کی شدت کی وجہ سے مجھے سجدے اور قعدے میں پاؤں نکال کر ہی سجدہ یا قعدہ کرنا پڑے گا۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے یا کم از کم اُن احباب کو معلوم ہے جو معاملات کو سوچنے اور اُن پر غور کرنے کے عادی ہیں اور اس پر ان کے خطوط جو دو تین ہفتے سے آ رہے ہیں شاہد ہیں کہ یہ جمعہ سابقہ روایات کے مطابق تحریک جدید کے نئے سال کی تحریک کے اعلان کا جمعہ ہے۔ تحریک جدید کو شروع ہوئے پندرہ سال ہو چکے ہیں اب یہ سولھواں سال شروع ہو رہا ہے۔ جس جوش اور جس جذبہ اور ایثار کے ساتھ جماعت کے دوستوں نے پہلے سال کے اعلان کو قبول کیا تھا اور جس کم مایگی[1] اور کمزوری کے ساتھ ہم نے یہ کام شروع کیا تھا وہ دونوں باتیں ایمان کی تاریخ میں ایک اہم حیثیت رکھتی ہیں۔

وہ جذبہ، جوش اور ایثار بھی جس کے ساتھ اس کام کو شروع کیا گیا تھا غیر معمولی اور مومنوں کی شاندار روایات کے مطابق تھا اور وہ بے بسی اور کم مایگی جس کے ساتھ ہم نے یہ کام شرع کیا تھا وہ بھی مومنوں کی تاریخ کی ایک زندہ مثال تھی یعنی تھی تو وہ بے بسی، تھی تو وہ بے کسی، تھی تو وہ کم مایگی لیکن وہ اس بات کی شہادت دے رہی تھی کہ مومن ایسے ہی حالات سے گزرا کرتے ہیں۔ وہ اس بات کی شہادت دے رہی تھی کہ گزشتہ انبیاء کی جماعتوں کو ایسی مشکلات سے ہی دوچار ہونا پڑا ہے۔ پس وہ بے بسی، بے کسی اور کم مایگی بھی مومنوں کی جماعت سے ہماری جماعت کو ملاتی تھی۔ اور وہ جوش اور وہ جذبہ اور ایثار جو جماعت نے دکھایا وہ بھی ہمیں مومنوں کی جماعت سے ملاتا تھا۔ گویا 1934ء کا نومبر ایک نشان تھا سلسلہ احمدیہ کے مخالفوں کے لیے، وہ ایک دلیل اور برہان تھا سوچنے اور غور کرنے والوں کے لیے کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ اُنہی قدموں پر چل رہی ہے جن پر گزشتہ انبیاء کی جماعتیں چلتی چلی آئی ہیں۔

تحریک جدید کے پہلے سال میں نے جماعت سے ستائیس ہزار روپیہ کی اپیل کی تھی۔ میں اب خود بھی نہیں مان سکتا کہ آیا ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ خطبہ کے الفاظ سے ظاہر ہے وہ ستائیس ہزار روپیہ کی اپیل تین سال کے لیے تھی یعنی وہ ستائیس ہزار روپے نو نو ہزار روپیہ سالانہ کر کے تین سال کے لیے مانگے گئے تھے۔ اپنی ہوش کے وقت یعنی اب جبکہ میں سوچتا ہوں میں یہ خیال بھی نہیں کر سکتا اور نہ جماعت کے غور کرنے والے لوگ خیال کر سکتے ہیں کہ اس کے معنے کیا تھے۔ کہا یہ گیا تھا کہ ہم ساری دنیا کو فتح کرنے کے لیے نکلنے لگے ہیں، کہا یہ گیا تھا کہ اب طاغوتی طاقتیں انتہائی زور کے ساتھ اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہوئی ہیں اس لیے ہمیں اب احمدیت کی حفاظت کے سامانوں کو کمال تک پہنچا دینا چاہیے۔ دعویٰ تو یہ کیا گیا تھا کہ ہم تمام دنیا کے حملوں کا دفاع کرنے کے لیے کھڑے ہو رہے ہیں اور یہ کہ ہم نے دنیا بھر میں احمدیت کی تبلیغ کو وسیع کرنا ہے۔ لیکن اس کام کے لیے مانگا گیا تھا صرف نو ہزار روپیہ سالانہ جو امریکہ جانے والے مبلغ کے ایک طرف کے کرایہ میں ہی خرچ ہو جاتا ہے۔ ابھی کچھ دن ہوئے خلیل احمد ناصر امریکہ گئے ہیں۔ غالباً ان کے پاکستان سے امریکہ تک کے کرایہ پر نو ہزار روپے لگے ہیں۔ اِسی طرح صوفی مطیع الرحمان صاحب جب امریکہ سے واپس آئے تھے تو اُن کے کرایہ پر دس بارہ ہزار روپیہ خرچ آ گیا تھا۔ پس صرف ایک جگہ پر جانے والے

مبلغ کے ایک طرف کے کرایہ کے لیے جتنے اخراجات کی ضرورت تھی اُتنی رقم کے لیے جماعت میں تحریک کرنا عقل سے باہر نہیں تو اَور کیا ہے۔ اس سے صاف پتا لگتا ہے کہ اُس وقت ہماری بے بسی اور بے کسی کی کیا حالت تھی۔ اُس وقت میں یہ محسوس کرتا تھا کہ ہماری جماعت اتنی کمزور اور اتنی غریب ہے کہ ان سے نو ہزار روپیہ سے زائد رقم مانگنی ناممکن بات ہے اور میں نے اُس وقت یہ سمجھا تھا کہ اِس وقت جوش کی حالت میں ہم جماعت سے اتنا روپیہ لے لیں تو لے لیں ورنہ ہوسکتا ہے کہ اگلے سال جماعت میں اتنا جوش نہ ہو کہ وہ نو ہزار روپیہ کی رقم دے سکے اس لیے میں نے تین سال کے لیے نَو نَو ہزار روپیہ کے حساب سے ستائیس ہزار روپیہ غالبًا اکٹھا مانگ لیا۔ پس میری وہ تحریک بتاتی ہے کہ کم از کم میں اُس وقت یہ سمجھتا تھا کہ جماعت کی حالت نَو ہزار روپیہ دینے کی نہیں۔ میری یہ تحریک بتاتی ہے کہ میں اُس وقت یہ سمجھتا تھا کہ ہم نے اگر انتہائی زور لگا کر روپیہ جمع کرلیا تو صرف نَو ہزار روپیہ سالانہ جمع کر سکتے ہیں۔ میری یہ تحریک بتاتی ہے کہ مَیں اُس وقت یہ سمجھتا تھا کہ یہ نَو ہزار روپے بھی جمع کرنا وقتی جوش کے مطابق ممکن ہیں ورنہ بالکل ممکن ہے کہ جوش ٹھنڈا ہو جائے تو یہ بھی جمع نہ ہوسکیں۔ اس لیے میں نے کہا کہ تین سال کی رقم اکٹھی لے لو اور ستائیس ہزار لے لو۔ لیکن ہوا کیا؟ ہوا یہ کہ جماعت نے جو وعدہ کیا وہ ایک لاکھ روپیہ کا تھا یعنی بجائے نَو ہزار روپیہ کے جماعت کے وعدے ایک لاکھ روپے کے ہوئے لیکن وصولی ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی ہوئی۔ لوگوں کے دلوں میں تو یہ خوف ہوتا ہے کہ جو وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا بھی ہوگا یا نہیں۔ لیکن ہم نے یہ نمونہ دیکھا کہ جماعت نے ایک لاکھ روپے کا وعدہ کیا اور وصولی ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی ہوئی۔ گویا جس چیز کو جماعت سے تین سال کے لیے مانگا گیا تھا اُس سے چار گُنا زیادہ رقم پہلے ہی سال ہمارے پاس آ گئی۔ اور جب کام کرنے لگے تو یہ محسوس ہوا کہ نَو ہزار روپیہ سالانہ کی رقم شاید سوتے ہوئے یا نیم بیہوشی کی حالت میں تجویز کی گئی تھی۔ یہ رقم تو اُن اخراجات کا جو ہم نے کرنے ہیں ایک قلیل ترین حصہ کہلانے کی بھی مستحق نہیں۔ تب میں نے دوسرے سال پھر تحریک کی اور جماعت سے کہا کہ میں ایک لاکھ دس ہزار روپیہ جو جمع کیا گیا تھا خرچ کر چکا ہوں۔ اب اَور روپیہ لاؤ۔ اُس وقت شاید پانچ چھ آدمی تھے جنہوں نے کہا حضور! ہمیں جہاں تک یاد ہے آپ نے یہ روپیہ تین سال کے لیے مانگا تھا اور جو چندہ ہم نے دیا تھا وہ تین سال کے لیے دیا تھا۔ لیکن باقی ساری کی ساری جماعت نے یہ لفظ بھی نہیں کہے کہ آپ نے تو یہ روپیہ تین سال کے لیے

مانگا تھا۔ ابھی پہلا ہی سال گزرا ہے آپ مزید روپیہ کیسے مانگ رہے ہیں؟ گویا پانچ ہزار افراد میں سے جنہوں نے اس تحریک میں حصہ لیا تھا صرف پانچ آدمیوں کا ذہن اس طرف گیا کہ آپ نے ستائیس ہزار روپیہ تین سال کے لیے مانگا تھا اور ہم نے ایک لاکھ دس ہزار روپیہ دیا ہے۔ اب آپ دوبارہ کیسے مانگ رہے ہیں؟ یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ یہ بات صرف پانچ آدمیوں کے ذہن میں آئی باقی چار ہزار نَوسو پچانوے آدمیوں نے بھی میرا خطبہ پڑھا تھا یا نہیں؟ ان کے کان میں بھی میرے ستائیس ہزار روپیہ والے مطالبہ کے الفاظ پڑے تھے یا نہیں؟ یعنی یہ نتیجہ نکلا تھا کہ یہ رقم تین سال کے لیے مانگی گئی تھی۔ ان چار ہزار نَوسَو پچانوے آدمیوں کی ضروریات بھی ویسی ہی تھیں جیسے ان پانچ آدمیوں کی۔ جنہوں نے یہ کہا کہ آپ نے یہ رقم تین سال کے لیے مانگی تھی۔ ان کے بھی بیوی بچے تھے، ان کے لیے بھی سامانِ معیشت جمع کرنے میں مشکلات تھیں۔ لیکن میرے ستائیس ہزار روپیہ والے مطالبہ کے الفاظ یاد دلاتے ہیں صرف پانچ آدمی، باقی چار ہزار نَوسَو پچانوے آدمی یہ الفاظ اپنی زبانوں سے نہیں نکالتے کہ آپ نے تین سال کے لیے یہ رقم مانگی تھی۔ وہ بغیر کسی اعتراض کے، بغیر کسی احتجاج کے اور بغیر کسی یاد دِہانی کے چندہ لکھواتے ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ جوش کے ساتھ لکھواتے ہیں اور دوسرے سال ایک لاکھ بیس ہزار کے وعدے وصول ہوتے ہیں۔ پھر یہ تحریک جاری رہی اور بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ دسویں سال جماعت کا تین لاکھ روپیہ کا وعدہ تھا۔ پھر میں نے کہا دس سال نہیں میں اِس تحریک کو انیس سال تک چلانا چاہتا ہوں اور نوجوان اور اُن احمدیوں کے لیے جو اس تحریک کے بعد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں نئی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اُس وقت کہا کہ پچھلی تحریک میں حصہ لینے والوں میں سے جو چاہیں اپنے نویں سال کے وعدہ کے برابر دے سکتے ہیں۔ پھر اگلے سال وہ اپنے آٹھویں سال کے وعدہ کے برابر دیں۔ اسی طرح وہ آئندہ اپنے وعدوں میں کمی کرتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ انیسویں سال ان کا وعدہ پہلے سال کے وعدہ کے برابر ہو جائے۔ لیکن ہوا یہ کہ بہت کم لوگوں نے اس رخصت سے فائدہ اُٹھایا اور گیارھویں سال بھی باوجود میری اس رعایت کے اڑھائی لاکھ روپیہ وصول ہوا اور اب قریباً تین لاکھ کے وعدے آتے ہیں۔ گویا بجائے پیچھے ہٹنے کے جماعت آگے کی طرف بڑھی ہے۔ یہ تحریک اِسی طرح چلتی گئی یہاں تک کہ ہمیں قادیان سے نکلنا پڑا اور مشرقی پنجاب اور ہندوستان کے بعض اَور علاقوں کے لوگ اپنے مرکزوں سے ہل گئے اور ان کے

پاؤں اُکھڑ گئے۔لیکن باوجود اِس کے جو تحریک 1947ء میں ہوئی وہ 1946ء کی تحریک سے کم نہیں تھی اور وصولی کا حال بھی قریباً ویسے ہی رہا۔ پھر 1948ء میں جو تحریک ہوئی وہ 1947ء کی تحریک سے کم نہیں تھی۔لیکن 1948ء کی تحریک کے متعلق میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کی وصولی کی نسبت وہ قائم نہیں رہی جو پہلے سالوں کی رہی ہے۔جیسا کہ میں بتا چکا ہوں پچھلے سالوں میں سَو فیصدی سے بھی زیادہ وصولی ہوئی لیکن اس دفعہ جو وصولی ہوئی ہے وہ کوئی ستّر فیصدی کے قریب ہے۔گویا تیس فیصدی وعدے ابھی واجبُ الادا ہیں۔اور جیسا کہ مَیں پہلے اعلان کر چکا ہوا ہوں یہ وصولیاں جاری رکھی جاتی ہیں سوائے اُن لوگوں کے جو بلاعُذر چندہ کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔انہوں نے بقایا کیا ادا کرنا ہے وہ تو ایک دن خدا کی جماعت سے نکالے جائیں گے۔ باقی لوگ جو مجبوری کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ باوجود اُن کی کمزوری کے اللہ تعالیٰ انہیں پورا ثواب دے دیتا ہوگا۔اور وہ بھی ناخنوں تک کا زور لگا دیں گے کہ اپنے بقائے بھی صاف کریں اور آگے کی طرف بھی قدم بڑھائیں۔لیکن جو لوگ غفلت اور سُستی کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور قربانی کی پوری کوشش نہیں کرتے وہ خدا تعالیٰ کے دربار میں اس مقام پر نہیں پہنچ سکتے جس مقام پر وہ لوگ پہنچتے ہیں جو دین کے لیے اپنی جان تک لڑا دینے میں دریغ نہیں کرتے۔

نومبر 1944ء میں جو نئی تحریک کی گئی تھی اور نوجوانوں اور احمدیت میں نئے داخل ہونے والوں سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ اس میں حصہ لیں۔ میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ تحریک اُس شان تک نہیں پہنچی جس تک پہلی تحریک پہنچی تھی۔یقیناً اِس وقت کی جماعت اُس جماعت سے بہت زیادہ ہے جو 1934ء میں تھی۔اور یقیناً بہت سے نئے آدمی احمدیت میں داخل ہوئے ہیں جو تجارتوں، نوکریوں، کمائی اور علم کے لحاظ سے اُس جماعت کے افراد سے بہت زیادہ ہیں جو 1934ء میں تھی اور بہت سے نوجوان ایسے ہیں جن کو اب نوکریاں ملی ہیں۔ پہلے انہوں نے اس تحریک میں حصہ نہیں لیا تھا یا پہلے ماں باپ نے رسمی طور پر ان کی طرف سے حصہ لیا ہوا تھا۔اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ان پر اتنی ذمہ داریاں نہیں جو پہلوں پر ہیں کیونکہ ان میں سے اکثر اہل وعیال والے تھے اور یہ نوجوان یا غیر شادی شدہ ہیں یا ان کے اولاد نہیں اس نئی تحریک کے وقت ان سے یہ امید کی جاتی تھی کہ وہ پہلوں سے پیچھے نہیں رہیں گے۔لیکن پانچ سالہ دَور کے بعد ان کے وعدے صرف ایک لاکھ پندرہ ہزار تک

پہنچے ہیں اور اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ان کی طرف سے وصولی بھی بہت کم ہوئی ہے۔ مثلاً پانچویں سال کے وعدوں میں سے صرف چھیالیس یا سینتالیس فیصدی وعدے وصول ہوئے ہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں نوجوانوں کے ایمان کی فکر کرنی چاہیے، اس کے معنے یہ ہیں کہ ہم نئی پَود پر وہ اعتماد نہیں کر سکتے جو پہلوں پر کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ہمارا سفر ابھی بہت لمبا ہے، ہمارا کام بہت بڑا ہے، ہماری منزل ابھی بہت دُور ہے۔ ان حالات میں ایک یا دو نسل کا سوال نہیں اسلام کی فتح تک شاید پانچ یا چھ نسلیں لگ جائیں گی کیونکہ اسلام کی کامل فتح کے یہ معنے ہیں کہ دنیا کا اکثر حصہ مسلمان ہو جائے۔ اسلام کی فتح کے یہ معنے ہیں کہ دنیا کی اکثر حکومتیں مسلمان ہو جائیں۔ یہ دن کتنی دُور ہیں۔ جس رفتار سے ہم چل رہے ہیں اس رفتار سے شاید ہمیں اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے کئی ہزار سال چاہییں۔ لیکن الٰہی سنت یہ ہے کہ الٰہی جماعتوں کی رفتار پہلے سُست ہوتی ہے۔ پھر الٰہی نشانوں کے ساتھ یکدم ترقی ہو جاتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دعوٰی نبوت کے دس سال بعد تک آپ پر صرف اَسّی یا نوّے آدمی ایمان لائے اور تیرہ سال کے بعد آپؐ پر ایمان لانے والے صرف اڑھائی تین سَو تھے۔ لیکن پھر یکدم آپ کی امت بڑھنی شروع ہوئی اور جہاں تیرہ سال میں صرف اڑھائی تین سَو آدمی آپؐ کی امت میں شامل ہوئے تھے وہاں اگلے آٹھ سال میں سارا عرب مسلمان ہو چکا تھا۔ پس گو پہلے رفتار سُست تھی لیکن بعد میں رفتارِ ترقی تیز ہو گئی۔ اسلام کے تنزّل کے زمانہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ رات کو مسلمان سوئیں گے اور صبح کو کافر اُٹھیں گے، لوگ صبح کو مسلمان اُٹھیں گے اور رات کو کافر سوئیں گے۔ 2 لیکن ایک وقت ایسا آتا ہے کہ یہ قول اُلٹ جاتا ہے۔ دین کی فتح اور کامیابی کا جب وقت آتا ہے تو یہ حالت ہو جاتی ہے کہ لوگ رات کو کافر سوتے ہیں، صبح کو اُٹھتے ہیں تو مسلمان ہوتے ہیں، صبح کو کافر اُٹھتے ہیں مگر جب رات کو سوتے ہیں تو مسلمان ہوتے ہیں اور دنیا تیز قدمی کے ساتھ بھاگتی دوڑتی اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جاتی ہے۔ ہم موجودہ زمانہ کی ترقی پر قیاس نہیں کر سکتے۔ ہم اس الٰہی سنت کو دیکھتے ہیں جو پہلے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ چلتی چلی آئی ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہلے تیرہ سال والی ترقی کو مدنظر رکھا جائے تو پہلے تیرہ سال میں صرف اڑھائی تین سَو آدمی ایمان لائے تھے۔ اگر بعد میں

بھی یہی رفتارِ ترقی رہتی تو تیرہ سَو سال میں صرف تیس ہزار مسلمان ہوتے۔ مگر اب تو تیس لاکھ بھی نہیں تیس کروڑ بھی نہیں دنیا میں ساٹھ کروڑ مسلمان ہیں۔ کتنے گندے ہی سہی مگر اسلام کا نام تو لیتے ہیں۔ لیکن اگر وہی رفتارِ ترقی رہتی جو پہلے تیرہ سال میں حاصل ہوئی تو آج تیرہ سَو سال کے بعد صرف تیس ہزار مسلمان ہوتا لیکن ہیں ساٹھ کروڑ یعنی بیس ہزار گُنا زیادہ ہیں۔ گویا جس قدم کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہلے تیرہ سالوں میں چلے تھے بعد میں آنے والے سالوں میں اُس سے بیس ہزار گُنا زیادہ چلے لیکن میں اس میں بھی غلطی کر رہا ہوں۔ پچھلے پانچ سَو سال سے تو مسلمان گر رہے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کی جو تعداد بڑھی وہ اُس ترقی کا نتیجہ ہے جو انہوں نے پہلی تین چار صدیوں میں کی۔ اگر مسلمانوں کی موجودہ ترقی کو پہلی چند صدیوں پر پھیلایا جائے تو گویا جس قدم کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہلے تیرہ سالوں میں چلے تھے بعد میں آنے والے سالوں میں اُس سے بیس لاکھ گُنا زیادہ چلے۔ اسی رنگ میں اگر ہماری ترقی ہو اور بیس لاکھ کو ہماری موجودہ تعداد سے ضرب دو تو دنیا پر کوئی آدمی باقی نہیں رہ جاتا۔ دنیا کی ساری آبادی دو ارب ہے۔ گویا اگر موجودہ حالت سے ہم بیس لاکھ گُنا زیادہ ترقی کریں تو دس کھرب ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ہمیں موجودہ حالت سے قریباً ساڑھے چار ہزار گُنا زیادہ رفتار کی ضرورت ہے۔ بیس لاکھ گُنا زیادہ رفتار کی نہیں۔

غرض ہم اپنی آئندہ ترقی کو موجودہ رفتار پر قیاس نہیں کر سکتے لیکن بہرحال فتح کے لیے کچھ وقت تو چاہیے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ترقی میں تین سَو سال لگے تھے۔ ہمارے مسیح محمدی ہیں موسوی نہیں۔ اس لیے اگر اُس سے آدھا زمانہ بھی لے لو تو ایک سَو پچاس سال بنتے ہیں۔ دو سَو پچھتّر سال میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی جماعت کو ایک ملک یعنی روم کی حکومت ملی تھی۔ اگر اس مدت کا نصف لے لیں تو ایک سَو سینتیس سال میں ہمیں ایک حکومت مل سکتی ہے۔ ہماری جماعت پر ساٹھ سال گزر چکے ہیں تو گویا آئندہ 77 سال کے عرصہ میں ہمیں ایک حکومت مل جانی چاہیے۔ ہمارے ہاں اوسط عمر تیس سال ہے۔ لیکن اگر اوسط عمر پچیس سال لے لی جائے تو 77 سال میں تین نسلیں ہوئیں اور موجودہ نسل کو ملا کر چار ہوئیں۔ گویا چار نسل میں ہم چھوٹی سے چھوٹی ترقی کر سکتے ہیں۔ مگر ایک حکومت کا مل جانا کوئی ترقی نہیں۔ ویسے اگر خدا تعالیٰ جلد ترقی دے دے تو دے دے ورنہ یہ چیز ایسی ہے جو ہمیں گھبرا دیتی ہے کہ ایک چھوٹی سے چھوٹی ترقی کے لیے ہمیں چار نسلوں کی

ضرورت ہے اور اگر ہماری نسل کمزور ہو رہی ہو تو آئندہ تین نسلوں کا کیا حال ہو گا۔
پس میں نوجوانوں اور خصوصاً اُن نوجوانوں کو جو مجلس خدام الاحمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں ہوشیار کرتا ہوں کہ وہ اپنے مقام اور فرض کو پہچانیں اور اپنے اندر ایسا تغیر پیدا کریں کہ ان کو پہلے لوگوں سے کم ایماندار قرار نہ دیا جائے۔ ان کی آگ پہلوں سے زیادہ جوش والی ہونی چاہیے، ان کے شعلے پہلوں سے زیادہ اونچے ہونے چاہییں، ان کی رفتار پہلوں سے زیادہ تیز ہونی چاہیے۔
ان نصائح کے بعد میں تحریک جدید کے دفتر اول کے سولہویں سال اور دفترِ دوم کے چھٹے سال کا اعلان کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ دوست اس میں پہلے سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کریں گے اور دفتر دوم میں پہلے سے زیادہ لوگ حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔ اور گزشتہ سال جو غلطی ان سے سرزد ہوئی ہے اُس کا بھی ازالہ کریں گے اور اس سال میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ دیکھو! ہمارے سامنے بہت بڑا کام ہے جو ہمیں کرنا ہے۔ جب ہندوستان سے باہر ہم نے اپنا کوئی مبلغ نہیں بھیجا تھا تو دوسرے ممالک کے لوگ ہمیں شرمندہ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ ہم سے واقف نہیں تھے۔ لیکن اب جبکہ دوسرے ممالک میں ہم اپنے مشن قائم کر چکے ہیں مالی تنگی کی وجہ سے انہیں بند کر دیں تو دنیا ہمیں کتنا ذلیل سمجھے گی۔ مثلاً جب تک امریکہ میں ہم نے اپنا مبلغ نہیں بھیجا تھا وہاں کے رہنے والے ہمیں شرمندہ نہیں کر سکتے تھے لیکن جب ہم نے اپنا مبلغ بھیج دیا تو آج ہم اگر اُس مشن کو بند کر دیں گے تو ہماری آنکھیں اُن کے سامنے ہمیشہ نیچی رہیں گی۔ وہ لوگ کہیں گے کہ ایک قوم اُٹھی، اُس نے جھوٹے دعوے کیے کہ ہم حضرت موسٰی علیہ السلام، حضرت عیسٰی علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہیں لیکن جب کام کا وقت آیا تو وہ میدان سے بھگوڑوں کی طرح بھاگ گئی۔ پس اگر ہم نے شرمندگی سے بچنا ہے تو ہمیں اپنی قربانیوں کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنا پڑے گا۔
میں گزشتہ سالوں میں سال کے اختتام سے تین چار ماہ پہلے چند بار دوستوں کو یاد دِہانی کرایا کرتا تھا لیکن اِس سال میں نے یاد دِہانی نہیں کرائی۔ اس لیے کہ میں دیکھوں تم خود کیا کرتے ہو؟ آئندہ خطبات میں بھی میں دوستوں کو اس طرف توجہ دلاؤں گا۔ لیکن اب صرف ان الفاظ کے ساتھ تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز کرتا ہوں۔ جو لوگ اس میں پہلے شامل تھے وہ کوشش کریں کہ اس میں زیادہ حصہ لیں۔ سوائے اُن کے جو ملازمتوں سے ریٹائر ہو گئے ہیں ان کے لیے رعایت کے وہی

قواعد ہیں جن کا پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ اور جو فوت ہو گئے ہیں اُن کے چندے جاری سمجھے جائیں گے کیونکہ موت اُن کے اختیار میں نہ تھی سوائے اُن کے جن کے عزیزوں نے اُن کو ثواب پہنچانے کے لیے ان کے چندے کو جاری رکھا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کے لیے اس کا ثواب لکھتا رہے گا۔

دفتر دوم کے لیے نوجوانوں کو خصوصاً خدام الاحمدیہ کو چاہیے کہ وہ جہاں جہاں بھی ہوں پورے زور کے ساتھ اس میں حصہ لیں اور دوسروں کو اس میں حصہ لینے کی ترغیب دلائیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ سارے شہر اور علاقہ میں پھریں، خود وعدے لکھوائیں اور جو لوگ اس میں شامل نہیں ہیں یا جو لوگ مصنوعی طور پر اس میں شامل تھے یعنی اُن کے برسرِ روزگار نہ ہونے کی وجہ سے ان کے والدین نے رسمی طور پر ان کی طرف سے حصہ لیا ہوا تھا یا جن لوگوں نے پورے طور پر اس میں حصہ نہیں لیا تھا اُن سے وعدے لکھوائیں اور زیادہ سے زیادہ لکھوائیں اور پھر ان کی وصولی کی طرف بھی توجہ دیں۔ میں نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا بار اسی لیے اُٹھایا ہے تا جماعت کے نوجوانوں کو دین کی طرف توجہ دلاؤں۔ سو میں سب سے پہلے اُن کے سپرد یہ کام کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے ایمان کا ثبوت دیں گے اور آگے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اور کوئی نوجوان ایسا نہیں رہے گا جو دفتر دوم میں شامل نہ ہو۔ اور کوشش کریں کہ ساری کی ساری رقم وصول ہو جائے۔ پہلی غلطیاں جو سرزد ہوئی ہیں اُن کا بھی ازالہ کریں۔ اگر گزشتہ سالوں کے بقائے وصول ہو جائیں تو دو اڑھائی لاکھ روپیہ آ جاتا ہے۔ ابھی بہت سے کام ہیں جو ہم نے کرنے ہیں۔ تحریک جدید کا بہت سا قرض باقی ہے جو ادا کرنا ہے اور ابھی بعض جگہوں پر جہاں مشن قائم ہو چکے ہیں مسجدیں تیار کرنی ہیں اور یہ کام روپیہ چاہتے ہیں۔ لیکن پہلے ہمارا فرض ہے کہ اپنا قرض اتاریں۔

میں دیکھتا ہوں کہ بیرونی ممالک کی جماعتوں کے چندے جس نسبت سے بڑھ رہے ہیں اُس نسبت سے ہمارے چندے نہیں بڑھ رہے۔ مثلاً گولڈ کوسٹ کی جماعت نے اس سال ایک لاکھ روپیہ چندہ دیا ہے۔ اب انہوں نے ایک لاکھ روپیہ اس کالج کے بھی دینے کا وعدہ کیا ہے جو وہاں بنایا جائے گا۔ دیکھو! وہ کتنی نئی اور چھوٹی جماعت ہے لیکن وہ اپنی قربانی کو بڑھا رہی ہے۔ اِسی طرح مجھے اس بات سے بھی خوشی ہوئی ہے کہ ہندوستان کی جماعتوں نے جو قادیان کے مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں قربانی میں معتدبہ حصہ لیا ہے۔ کُجا یہ حالت تھی کہ اُن کی طرف سے کوئی رقم وصولی نہیں ہو رہی تھی اور کُجا

یہ کہ اِس سال اُن کا بجٹ ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گیا ہے حالانکہ وہ پاکستان کی جماعت کا صرف آٹھ فیصدی ہیں۔ گو ضرورت اس سے بھی زیادہ قربانی کی ہے لیکن بہرحال جماعت نے قربانی کی اعلیٰ درجہ کی مثال پیش کی ہے۔ اس لحاظ سے ہمارا یہاں کا بجٹ اٹھارہ لاکھ کا ہونا چاہیے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ لیکن ہمارا بجٹ بہت کم ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کی موجودہ آمدن صرف آٹھ نو لاکھ ہے۔ حالانکہ ہندوستان کے احمدیوں کی مالی حالت پہلے کی نسبت بہت زیادہ کمزور ہے۔ ان کی آمدنیں محدود ہو چکی ہیں۔ اور ابھی بہت سی جماعتیں باقی ہیں جن کی طرف سے چندہ کی تفصیلات وصول نہیں ہوئیں۔ ہو سکتا ہے کہ قادیان سے وابستہ جماعتوں کا بجٹ دو لاکھ تک پہنچ جائے۔ جب میں خلیفہ ہوا تھا ہمارا بجٹ ساٹھ ہزار روپیہ کا تھا۔ گویا قادیان سے وابستہ جماعتوں کا سالانہ بجٹ اُس بجٹ کے تین گُنے سے بھی زیادہ ہے۔ پس یہاں کی جماعتوں کو قربانی میں بہت زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مومن کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ پیچھے نہ رہے۔

پس میں اس دُعا کے ساتھ کہ خدا تعالیٰ آپ سب کو ایمان میں ہر روز بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اِس سولھویں سال کی تحریک کو شائع کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ دوست اپنے بقائے بھی ادا کریں گے اور پہلے سے زیادہ وعدے بھی لکھوائیں گے۔ اور خدام الاحمدیہ کوشش کریں کہ کوئی نوجوان ایسا نہ رہے جس نے تحریک جدید دفتر دوم میں حصہ نہ لیا ہو اور پھر کوئی رقم ایسی نہ رہے جو وصول نہ ہو"۔ (الفضل 2 دسمبر 1949ء)

1 : مسلم کتاب الایمان باب الحث علی الْمُبَادَرَة بِالْاَعْمَالِ (الخ)

2 : کم مائیگی: بے حیثیت ہونا، بے بضاعتی (فیروز اللغات اردو)